ہو العزیز

آزاد جناب محمد ابو الحمید صاحب تلمیذ حضرت داغ

الگ سے ہے رنگ سیر بوستان سے
مجھے آئی یہ رعنائی کہاں سے

جو بیٹھا ہو ملے داد اک جہان سے
ستم بھی ہیں نرالے آسمان سے

اٹھے جاتے ہیں سب عاشق جہان سے
اٹھا دو ہاتھ اب تو امتحان سے

یہی نالے جو ہیں اب ناتوان سے
کبھی کرتے تھے باتیں آسمان سے

سمجھ جائے وہ ایدل حرف مطلب
اشارہ سے ادا ہو یا زبان سے

وہ چپکے ہو گئے مطلب کی سنکر
خموشی اپنی بہتر تھی بیان سے

عدو کو بد دعا دینی پڑے گی
اثر لے لیجیے میری فغان سے

اگر ہو اقرار کیجیے آپ سے پہلے
بدل لیجیے زبان میری زبان سے

برا تیرا ہو شوق بیجا یا
نظر آنے لگے وہ بدگمان سے

عدو داد ستم کیا خاک دے گا
مجھے لینے پڑیں یا آسمان سے

کرے دل خیر سے طے منزل شوق
یہ آگے دو قدم ہے کاروان سے

ملی ہے دولت دیدار ایسی
فراغت ہو گئی دونوں جہان سے

قیامت قبر پر سو بار آئے
نہ اٹھیگا ابھی خواب گران سے

عدم کو لوگ جاتے ہیں وہ بے پاؤں
نہ گرد اٹھی کبھی اس کاروان سے

برا ہو ہستی موہوم تیرا
کہاں لاکر مجھے ڈالا کہاں سے

نوید وصل کیا سن لی ہمد آزاد
نظر آتے ہو جو تم شادمان سے

ابرار جناب غلام نبی صاحب تلمیذ حضرت بذل

یہ پوچھے کوئی پیر آسمان سے
ستم سیکھے ہین یہ کس نوجوان سے

سوال وصل پر کہائیگا منہ کی
نہین ہین آشنا لب انکے ہانسے

کسی کا یاد ہے کہنا شب وصل
ہمین پہونچی اذیت میری ہانسے

عجب وہ کوچۂ جانان ہے دلچسپ
بیان قاصد کرون مین کس زبانسے

قدم رہگیر کے اٹھتے نہین ہین
پتا تجھکو ملیگا اس نشان سے

شجاعت ختم ہے ابرار اسپر
جسے تلوار آئی آسمان سے

اثر۔ ابو المجاہد جناب مرزا احمد اللہ بیگ صاحب

نہین کچھ ربط ہو جب باغبان سے
تو پھر کیسی محبت آشیان سے

ستم سہکر وفا کا پاس رکھے
جگر ایسا کوئی لائے کہان سے

نہ چھوٹیگا ترا در زندگی مین
نہ اٹھیگا مرا سر آستان سے

یقین نے آس ہی دل کی مٹا دی
نکلتا کام کیا کیا تھا گمان سے

برا ہوتا ہے یارب گھر کا بھیدی
بچانا اس دل نامہربان سے

نہ چھوڑا آشیان کا ایک تنکا
اثر اللہ بچے باغبان سے

احسن جناب علی احسن صاحب تلمیذ حضرت داغ دہلوی

نہ بدلون گوہر اشک روان سے
کبھی ہین کم جو برسے آسمانسے

یہ کام اسنے لیا تیغ زبان سے
کہ میری بات کاٹی درمیان سے

ملا دیکھین نظر وہ اس جہان سے
یہ آنکھین لائیگا کوئی کہان سے

جو اٹھون مرکے تیرے آستان سے
وہ موت اچھی حیات جاودان سے

مرا داغ محبت رنگ لایا
یہ اچھا گل کھلا سوز نہان سے

کچھ ایسی گفتگو ہین دل کی باتین
جنہین ہم کہہ نہین سکتے زبانسے

تری زلفوں کی جب تعریف کی ہے
جناب شیخ نے چپکے سے پی لی
رہا جاتا ہوں میں اے ناتوانی
نہ کھاؤں غم تو کیا کھا کر جیوں میں
شب غم دو خیال آئے ہیں دلمیں
دل ویرانمیں آہیں بھی نہ ٹھہریں
دم گریہ سے گئے ہیں و لسے نالے
اب ایسی آبنی ہے اپنے دم پر
نہو مایوس تو احسن ابھی

اُلجھکر حرف نکلے ہیں زباں سے
چلی پیری نہ کچھ پیر مغاں سے
دبا جاتا ہوں گردِ کارواں سے
کہ اُترا ہے یہی رزق آسماں سے
جو باہر گئے مرے وہم و گماں سے
گئیں حسرت بھری خالی مکاں سے
مسافر بھاگتے نکلے مکاں سے
کہ کچھ کہتے نہیں بنتی زباں سے
بہت کچھ آس ہے اس آستاں سے

احمد جناب علی الدین احمد صاحب

بہت عاجز ہوں چشم خوں فشاں سے
نہ نکلے پر نہ نکلے وہ مکاں سے
عیاں ہے رفعت مضموں بیاں سے
تڑپتی لوٹتی ہے روز بجلی
رسائی کیا ہوئی آہِ رسا کی
دل ارمانو نے جھگڑلوں ہی تنہا
بگڑنا غیر سے یہ رنگ لایا +
کہا سب حال الفت اسنے ولنے
عجب پُر درد اپنا ماجرا ہے
کہاں تک پاس رسوائی ہو یارب
اثر ہونے لگا نالوں میں کچھ کچھ
جہانمیں کب کوئی ایسا بشر ہے
غزل کیا خوب لکھی تمنے احمد

نکلتے اے ضبط میں نالوں کہاں سے
میں ٹکرایا کیا سر آستاں سے
زمیں کرتی ہے باتیں آسماں سے
اسے بھی آگ میرے آشیاں سے
ارے کیا مل گئی یہ آسماں سے
کوئی چھوٹا ہو جیسے کارواں سے
نظر آتے ہیں کچھ وہ مہرباں سے
امید ایسی نہ تھی اس رازداں سے
کلیجہ منہ کو آتا ہے بیاں سے
بہت بیچین ہوں ضبطِ فغاں سے
پیام آنے لگے مجکو وہاں سے
ثنا آصف کی خارج ہے بیاں سے
ملی ہے داد اسکی ہر زباں سے

اختر جناب لطیف احمد صاحب مینائی

اخگر جناب سید محمد حسین صاحب تلمیذ حضرت محفوظ

تمہاری چال سے محشر اٹھے گا — قیامت آئیگی میری فغان سے
تری تصویر کیا آفت نگر تھی — مگر مجبور ہے ظالم زبان سے
تغافل ہی رہا اکدن تو ظالم — سخن لینا گیا کوئی جہان سے
ترکا تصویر سے کیا شرم والی — جھجک جاتی ہی کچھ کہتے زبان سے

اشعر جناب محمد شرف الدین صاحب تلمیذ حضرت منشی

کرون تعریف اُسکی کس زبان سے — ثنا آصف کی ہی خارج بیان سے
مجھے کافی ہے ابرو کا اشارہ — نکرنا قتل تم تیغ و سنان سے
ہزار افسوس نکلی کچھ نہ حسرت — نہ ارمان نکلے کوئی دلستان سے
نگاہ یار یون پڑتی ہے دل پر — کہ جیسے تیر آتا ہے کمان سے
اگر تم یہ ستم ہمپر کروگے — اُٹھا لینگے نہ سر اس آستان سے
[illegible]گے تجھسا آصف خلائق — ہی تیرے ملک مین امن و امان سے
مضامین ابر وہ تازہ ہین اشعر — چنے ہین پھول جیسے گلستان سے

الطاف جناب الطاف محی الدین صاحب تلمیذ حضرت لمعہ

اشارہ اُنکے ابرو کا ہے ایسا — کہ جیسے تیر نکلا ہو کمان سے
شب معراج سردار دو عالم — کہان آئے ہین اکدم مین کہان سے
نہین الطاف کے پہلو مین دلبر — خداوندا اُسے لاؤن کہان سے

بیدل جناب مولوی محمد حبیب الرحمن صاحب تلمیذ حضرت غالب

قطعہ

پلادے ساقیا اک جام سرشار — ترشح ہو رہی ہے آسمان سے

ترنگِ مدحتِ آصف ہے سب دم
جو کچھ دل مین ہو وہ نکلے زبان سے

یہ بزمِ عیش سے خالی نہ جائین
بہارِ باغِ ثنا و قدر دان سے

دُرِ معنی نہین آویزۂ گوش
مضامین نکلین وہ کانِ بیان سے

جرس کیطرح بول اُٹھین سخن سنج
یہ مضمون رشتہ سے نکلے کاروان سے

ترا مدحت گو اے شاہِ سخنور
زبان و کام و دل لاؤن کہان سے

اداے شکرِ نعمت سے ہین قاصر
بیان آئین جو فرصت ہو وہان سے

غزل پڑہ بیدل آشفتہ خاطر
مخاطب ہو عزیز مہربان سے

بگولے اُٹھتے ہین ریگِ روان سے
زمین گردش مین ہے یا ہم آسمان سے

فغان کی کانا ہوئی آسمان سے
اُٹھا لی یہ پردہ درمیان سے

یہی منت ہے جانِ ناتوان سے
بچا لینا نگاہِ پاسبان سے

مٹا اندیشۂ افشاے معنی
گرہ دین شانۂ موئی کش بیان سے

ق
دلِ نادان غضب کی کجروی ہے
امید راستبازی آسمان سے

جدا ہوتے ہین جب ملتے ہین دونون
کبھی بنتی نہین تیر و کمان سے

فسونِ بیخودی سے ہے غرض مطلب
معانی یہ نہ سلجھین گے بیان سے

فغانِ بے محابا سے گلوگیر
لگی سینے سے ہے تیغِ پاسبان

بیان نازِ وفا دان سے بے نیازی
یہ پردہ کیونکر اُٹھے درمیان سے

ہوا ہے خانۂ ہستی تماشا
بچے ہم ناخنِ غم سے روان سے

بست بودی قفس کی تیلیان ہین
نہو بیکار بیدل آشیان سے

بارق جناب مرزا مظفر حسین صاحب تلمیذ حضرت داغ

گمان بجلی کا ہو سوزِ فغان سے
گرے تنکا جو میرے آشیان سے

ہوا اتنا تو فریاد و فغان سے
نظر آتے ہین اپنے مہربان سے

اگر کچھ کام لینا ہو زبان سے
تو سیکھے بلبلِ ہندوستان سے

اُٹھانے کیون ہو مجکو آستان سے
یہ بہتر ہے کہ اُٹھ جاؤن جہان سے

نہیں کم ہے نفس برق تپاں سے ۔ لگی ہے آگ وہ سوز نہاں سے
قرار آیا دل بیتاب کو کیوں ہو ۔ جلے ہونگے وہ شاید پیکان سے
اسیروں کی طرح دل میں رہا غم ۔ نہ نکلا یہ کبھی قیدی مکان سے
سہی بیمار ہی وہ چشم بیمار ۔ اگر جیتے ابھی آئیں آسمان سے
خدا کی شان کیا بدلا زمانہ ۔ پیام شوق آتے ہیں وہاں سے
محبت میں وہاں جانا پڑے ہے ۔ کوئی پھر کر نہیں آتا جہان سے
ہمارا آشنا ہے اک زمانہ ۔ ملے ہر مہربان نامہربان سے
کروں کیا وقت گریہ جبہ سائی ۔ پھسل جاتے نہ سنگ آستان سے
دل زار ہی شاید پھپک وہ بھی ۔ اٹھا لائے ہو یہ مردہ کہاں سے
نہیں ہو سکا دینا کچھ بڑی بات ۔ مگر اتنا وہ دل لائے کہاں سے
قیامت کا ہی ناز اسیر کہ وہ قد ۔ ذرا سیدھا ہی سرو بوستان سے
جھلکتے ہیں ہر اس دل کے عجب رنگ ۔ اڑا لائے ہو یہ بلبل کہاں سے
نہ آنا تھا تو دل لگو جانے دیتے ۔ تمہیں بارق چلے آتے وہاں سے

نجمی ابوالکرم جناب مولوی سید محمد علی صاحب تلمیذ حضرت سالک

یہ کیوں پوچھو شب بد گمان سے ۔ سنو میرا بیان میری زبان سے
ادا ہونا نہیں ممکن زبان سے ۔ ثنا آصف کی خارج ہے بیان سے
ابھی ہو جائیں نہیں اے فتنۂ حشر ۔ جگا مجکو نہ اس خواب گران سے
چھپانا راز کو کرتا ہے مجکو دشوار ۔ کہوں کیا بات دل کی رازدان سے
نتیجہ ہو سکا نہ ہے چراسے برق ۔ ذرا بچکر ہمارے آشیان سے
سبب ہے کچھ تو جو خاموش ہوں میں ۔ برا دشمن کہے مجکو زبان سے
تصور کیوں نہ ہو مضمون تیرا ۔ گیا واں بچکے چشم پاسبان سے
بلا آئیگی کوئی اب وہ سمجھے ۔ نظر آتے ہیں ہمیں مہربان سے
مجھے بھی شوق ہے سر پھوڑنے کا ۔ مگر تیرے ہی سنگ آستان سے
کسی کافر نے حضرت خضر ۔ ملے کچھ لطف عمر جاودان سے

چلے ہیں میکدہ کو حضرت شیخ | کرامت دیکھئے پیر مغان سے
چلے ہیں روٹھکر پھر حضرت دل | الجھ بیٹھے [illegible]
جگر سے نکلے کیونکر تیر اسکا | بچا الفت [illegible] جان سے
مجھے خندہ [illegible] حضرت شاد | وہ مست [illegible]

حضرت جناب محمد نادر علی صاحب [illegible]

جہان سر میرا اٹھا پاے بتان سے | نقاہت [illegible] آیا [illegible]
نہ دم توڑتے نہ اٹھتے اس جہان سے | اجل [illegible]
نہ چھوڑا جذبۂ دل نے کوئی ناوک | لب [illegible] کمان سے
کسیکو کیا غرض مرجائے کوئی | یہ انکا قول ہے میری زبان سے
مری قسمت نصیب دشمنان ہے | نشاط وصل پھر لاؤں کہان سے
ترقی پھر مری بربادیان ہیں | زمین کو [illegible] ہے آسمان سے
نہ لائی کچھ کبھی تاب فتنہ خیزی | قیامت اٹھی کوچہ بتان سے
جلے دل کے پھپھولے پھوڑتا ہون | عیان ہو گر مجھا حسن بیان سے
لکھوں نامہ انہیں سطرین مٹا کر | کرون آگاہ ان راز نہان سے
نظر شاید کبھی لڑ جاے یارب | نصیب خفتہ چشم پاسبان سے
عدو کی دشمنی کا خوف ہی کیا | مگر ڈرئے فریب دوستان سے
اٹھا یا حشر کیون تربت پہ آکر | جگایا کیون مجھے خواب گران سے
تری تلوار کے قربان قاتل | سبکسر کردیا بار گران سے
مرے شکوے رقیبون نے ستم ہے | وہ رسوا ہونگے آپ اپنی زبان سے
بس اتنی بات مین بنجاتی ہی بات | ملا دو تم زبان میری زبان سے
مذاق مومن مرحوم ہے ترا | ٹپکتا ہے مرے حسن بیان سے

برہان جناب محمد برہان خانصاحب تلمیذ حضرت مہدی

جونام آصف کا لیتا ہی زبان سے | ہزارون پھول جھڑتے ہیں دہان سے

کہون گر ناوک تابان تو بجا ہے
وکن پر نور ہے شاہ زمان سے

شہ جیجاہ کی توصیف کیونکر
بیان ہو بجہ ضعیف و ناتوان سے

عدو کا بخت خفتہ ہے یا الٰہی
نہو بیدار اب خواب گران سے

عداوت شاہ سے رکھے جو دلمین
بلا نازل ہو اسپر آسمان سے

رہے برہان قائم یہ ریاست
دعا میری ہے خلاق زمان سے

تجلا جناب محمد احتشام الدین صاحب تلمیذ حضرت معلی

ترا وصف ای شہ دیجاہ آصف
بیان ہو کیا زبان ناتوان سے

رہے دائم نسیم فیض جاری
شہ ملک دکن کے بوستان سے

رہے دربار شہ روشن تجلا
عنایات خداوند جہان سے

توقیر جناب محمد علاؤ الدین خان صاحب تلمیذ حضرت برتر

گھٹا جاتا ہے دم ضبط فغان سے
تنگ آیا ہون مین درد نہان سے

قضا کے دام مین یہ بھی الٰہی
بچانا حلقۂ زلف بتان سے

ہوئے اپنے بھی بیگانے الٰہی
محبت نے مجھے کھویا جہان سے

قیامت ٹھوکرین کھاتی ہے سرسے
خرام فتنہ خیز مہوشان سے

چلا کرتے ہین وہ دامن جھٹک کر
کدورت ہی غبار ناتوان سے

نہین ممکن ثنا آصف کی توقیر
مرے خامہ سے اور میری زبان سے

جاہ جناب مرزا صفدر علی صاحب تلمیذ حضرت لمعہ

نہ نکلو نکلا کبھی کوے بتان سے
جنازہ میرا نکلے گا یہان سے

مین ای ساقی بہت اب تشنہ لب ہون
قدح بھر دے شراب ارغوان سے

حرکات کرتا ہے قاتل
سبکدوشی ہوئی بار گران سے

فلک بھی دیکھکر کہتا ہے اسکو
زمین پر چاند یہ اترا کہان سے

ہوئی تھی خواہش دیدار ایسی
گئے تھے طور پر موسی مکان سے

تجلی نے کیا بیہوش ایسا
نہ کچھ سوجھی نہ کچھ نکلا زبان سے

بگڑ جاتا ہے نقشہ زندگی کا
وہ جب بنکر نکلتے ہین مکان سے

بڑی مشکل سے نکلی جان تن سے
مکین کو ہو گئی ہے الفت مکان سے

تصدق کے لئے افشان پہ تیری
ستارے ٹوٹتے ہین آسمان سے

سخاوت اور شجاعت مین ہین یکتا
ثنا آصف کی خارج ہے بیان سے

غلام پنجتن ہون کیا ڈر مجکو
نہین ڈر گردش ہفت آسمان سے

جلی جناب میر مصطفیٰ علیخان صاحب حضرت آصفی

کرون تعریف کیا مین اس زبان سے
ثنا آصف کی خارج ہے بیان سے

کٹے دلمین عدو سن سنکے اشعار
عیان جوہر ہوے تیغ زبان سے

ہماری آہ کو سمجھو نہ تم کم
یہ ٹکرائیگی اکدن آسمان سے

مرے پر بھی رہے داغ محبت
یہ گل لیکر چلے باغ جہان سے

وہ فرماتے ہین سن سنکر مرے شعر
اسے مضمون ملتے ہین کہان سے

گئی فصل بہاری رو رہے ہین
لپٹ کر مرغ گلشن باغبان سے

چھپایے سے نہ عشق انکا چھپیگا
عیان ہو جائیگا طرز بیان سے

کبھی قطرہ کبھی دریاے ذخار
جلی کیا وصف شہ ہو اس زبان سے

جلیل جناب حافظ جلیل حسن صاحب تلمیذ حضرت امیر مینائی

کہون کیا اضطراب دل زبان سے
رہے جاتے ہین سب پہلو بیان سے

مری جو بات ہے وحشت بھری ہے
کہ آئی دلمین اور نکلی زبان سے

نگاہین کہہ رہی ہین راز دل کا
ادھر مجسے ادھر اس بدگمان سے

آنکھین جھپکا رہا ہون چپ نہ کہکر
عوض لینا ہے مجکو آسمان سے

خدا رکھے چمن کا پھول ہو تم
ہنسو کھیلو بہار بوستان سے

گنہگار از برسون سے ہے دلمین
اب اسکو کیا نکالین ہم زبان سے

وہ نازک ہاتھ رکھتے ہین جو دل پر
اٹھا جاتا نہین درد نہان سے

خط و خال اُسکے ہندو زلف ہندو — کہاں جائے کوئی ہندوستان سے
بڑا لنگر تھا شعر و شاعری کا — اُٹھا کیونکر چلا بلبل ناتوان سے

جنید جناب خواجہ شاد احمد صاحب جنیدی تلمیذ حضرت شاد

مثال شمع کیا کہئے زبان سے — خموشی کم نہیں ہے کچھ بیان سے
وہی اک جلوہ ہے دیر و حرم میں — صدا آتی ہے ناقوس و اذان سے
مرے بدلے تری صورت نظر آئے — اب ایسا آئینہ لاؤں کہاں سے
پڑے ہیں بیخودی کے جیسے پردے — تکلف اُٹھ گیا ہے درمیان سے
مزہ جینے کا مرنے سے سِوا ہے — اجل بہتر ہے عمر جاودان سے
مئے پندار سے زاہد ہے بیخود — خبر کیا اسکو کیف این و آن سے
یونہیں قائم تلون ہے کسیکا — کھلا عقدہ یہ نیرنگ جہان سے
بلا کا سحر افسر بھی ہے پھندا — گلے جسکے ہیں یک عالم کے پھانسی
کسی کی سرد مہری رنگ لائی — کوئی ٹھنڈا ہوا سوزِ نہان سے
جنید آئے حرم میں دیر سے واہ — کہاں بیٹھے بہک کر تم کہاں سے

حافظ جناب سید یوسف صاحب

اجی جلدی ہے کیا جاتیکی بیٹھو — ابھی تو آئے ہو اپنے مکان سے
اجی بس بس زبان اپنی سنبھالو — کہونگا ورنہ میں بھی کچھ زبان سے
گلے سے اُسکی جب تلوار نکلی — گری بجلی وہ بنکر آسمان سے
کرے کیا کوئی طاقت ہو یہ کسکی — ثنا خارج ہے آصف کی بیان سے
خدا دکھلائیگا وہ دن بھی حافظ — مدینہ کو چلینگے ہم یہان سے

خرم جناب سیتل پرشاد صاحب تلمیذ حضرت فیض

گئے ہم جیتے جی دونوں جہان سے — لڑا کر آنکھ اک نامہربان سے
کف افسوس ملتے ہی رہو گے — تم آؤ باز میرے امتحان سے

دوئی کا پردہ منہ پر سے اٹھا جب
مٹا میں تو کو جھگڑا درمیان سے

کہا میں نے عجب آسنے حال فرقت
وہ بولے کیا حصول اس داستان سے

کسی سے ہو نہیں سکتی کہیں کیا
ثنا آصف کی خارج ہے بیان سے

لکھے گا کیا بھلا اشعار خرم
فصاحت ہے نہ واقف ہے زبان سے

خلیل جناب محمد ابراہیم صاحب خانخانان

یہ بڑھکر ہے مرے وہم و گمان سے
ثنا آصف کی خارج ہے بیان سے

مداوا کیا کروگے اے طبیبو
نہیں آگاہ تم درد نہان سے

جفا سے لاکھ تم عشق آزماؤ
نہیں ڈرتے کہ میں اس امتحان سے

یہیں بیٹھکے کرلی خوب ہی سیر
سلامت آئے ہم کوئے بتان سے

رسائی تا در جاناں ہو کیونکر
وسیلہ ڈھونڈھ کر لائیں کہاں سے

کسی دن تو وفا کیجیے گا وعدہ
کہاں تک دیجیے گا ہمکو جھانسے

پٹک کر سر یہیں مرجاؤنگا میں
نہ اُٹھونگا تمہارے آستان سے

یہ غدر داؤں ہمیشہ کر رہا ہے
یہ کیسے پڑرہے ہیں اُلٹے پانسے

اگر ہوں اک زمین میں لاکھ غزلیں
زبان تھکتی نہیں دیکھی زبان سے

خدا رکھے یہ قصر شاہ آصف
مقاصد ملتے ہیں اس آستان سے

بنایا جسنے اشعاروں کو گلزار
لگاؤ تو خلیل اُس باغبان سے

خورشید جناب خورشید عالم صاحب

کبھی ٹلتا نہیں یہ آستان سے
خدا سمجھے تمہارے پاسبان سے

ملاتا حور کو اس دلستان سے
الٰہی لاؤں میں جنت کہاں سے

نہیں پردہ حجاب اُٹھے نہ اُٹھے
اُٹھا دیں آپ رنجش درمیان سے

ہمارا بس نہیں چلتا ہے اسیر
الٰہی تو سمجھ لے آسمان سے

وہی پھر پھرکے میں ہوں اور گلشن
کہاں جاؤں نکلکر آشیان سے

کسی کی زلف کی بو ہے صبا میں
اُڑا لائی ہے کیا جانے کہاں سے

سنبھالو گیسوؤں کو خود بھی سنبھلو ۔۔۔ جھکی جاتی ہے کمر بار گران سے

یہ کیا بیٹھے بٹھائے جی میں آئی ۔۔۔ اٹھائے جاتے ہو مجھے کیوں آستان سے

ملی بیداد اُسنے حال غم کی ۔۔۔ مرا سر پھر گیا اس داستان سے

مکرنے سے چلو اب فائدہ کیا ۔۔۔ سمجھتا ہوں میں تم آئے جہان سے

لگا دو آگ اُس دشمن کے گھر کو ۔۔۔ بھرے آئے ہو غصہ مین جہان سے

ہمیشہ آصف کی فیاضی نے کھینچا ۔۔۔ دکن مین آگئے ہندوستان سے

گئے کل غیر کے گھر ہم جو خورشید ۔۔۔ مبارکباد آئی ہے وہان سے

داغ بلبل ہندوستان جہان اُستاد ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک نواب مرزا خان بہادر دہلوی

انہین نفرت ہوئی سارے جہان سے ۔۔۔ نئی دنیا کوئی لائے کہان سے

ترے ہاتھوں غبار کشتگان سے ۔۔۔ زمین ٹکرا رہی ہے آسمان سے

وہ توڑین عہد لیکن فکر یہ ہے ۔۔۔ خدا نکلے گا کیونکر درمیان سے

تمہاری بات لگتی ہے مجھے تیر ۔۔۔ نگہ کا کام لیتے ہو زبان سے

گئے کیون توبہ کرکے اُسطرف ہم ۔۔۔ کہ شرمانا پڑا پیر مغان سے

ذرا سی بھی کرا سے سخت جانی ۔۔۔ تھکا جاتا ہے قاتل امتحان سے

نہین مہمان تو کرلون ہم صفیرو ۔۔۔ جو ٹوٹی شاخ بار آشیان سے

سگ لیلیٰ بھی تھا مجنون کو پیارا ۔۔۔ لگاوٹ کر رہا ہون پاسبان سے

کہون کیونکر تری باتین ہین جھوٹی ۔۔۔ زبان پکڑی نہین جاتی زبان سے

تسلی کو دل افسردہ کی ہم ۔۔۔ گل پژمردہ لائے بوستان سے

چبھا ہو تو نہین اسے یاد بہاری ۔۔۔ مجھے کھٹکا ہے خار آشیان سے

خبر دل کی ہے اسے غلط کو معلوم ۔۔۔ زمین کو پوچھتا ہون آسمان سے

نگاہین سنگ مقناطیس گویا ۔۔۔ جبین اُٹھتی نہین اُس آستان سے

سوال وصل پہ چپ ہو گئے کیون ۔۔۔ زبان کا کام لیتے ہین زبان سے

نظر آتی نہین کچھ موت کی راہ
یہ آجاتی ہے کیا جانے کہان سے

تری دریر جگہ ہے داغ کی گرم
ابھی اٹھکر گیا ہے وہ یہان سے

رعنا جناب سید محمد ہاشم صاحب تلمیذ حضرت شاعر

خدا جانے گری بجلی کہان سے
دھوان سا اٹھ رہا ہی آشیان سے

بناوٹ صاف ظاہر ہے بیان سے
خدا جانے تم آئے ہو کہان سے

نہ جل جائے مرے سوز فغان سے
کہو بجلی سے بچکر آشیان سے

کسی دلبر وزدیدہ نظر ہے
الٰہی خیر مرگ ناگہان سے

بس اب تو رحم کر سوزِ محبت
جگر تک جلگیا ضبطِ فغان سے

غضب ہی ذکر دشمن اس خوشی سے
خبر کیا کام لیتے ہو زبان سے

ہماری بیکسی ہمسے نہ پوچھو
محبت سیکھے ہین گردِ کاروان سے

تم ہی تو لیکے جاؤ گے مرا دل
تم ہی تو اک نرالے ہو جہان سے

یہ حق ناحق بگڑتے ہو تو بگڑو
بھلا کچھ بھی کہا مین نے زبان سے

جفا جو مجسے کر دو چار ہوتے
وفا کا نام مٹجاتا جہان سے

نہین جاتے ہین بل ابرو سے انکے
اترتے ہی نہین چلے کمان سے

غزل کیا خوب لکھی واہ رعنا
زمین شعر بول اٹھی زبان سے

زمان جناب حاجی محمد شاہزمان خان صاحب افضا تلمیذ حضرت شاد

کہا مضمون یہ غنچون کے دہان سے
ادا ہو وصف احمد کس زبان سے

مدینے جاکے آیا ہند مین پھر
کہان لائی مری قسمت کہان سے

بلا لو پھر مدینے مین خدارا
کہ دل گھبرا گیا ہندوستان سے

نگاہِ لطف سے ہو چارہ سازی
حضور آگاہ ہین دردِ نہان سے

ہوا سر چین مدینے کی بھری ہے
الجھتا ہون نسیم بوستان سے

رہین دل شاد آصف شاد و شادان
دعا ہی یہ خدا سے انس و جان سے

خدا رکھے مدینہ ہے عجب شہر
وہ عالم سے جدا دونون جہان سے

یہ میرے شوق کا ہی قول مجھ سے — کہ سر اُسکا نہ اُسکے آستان سے
زبان سے جب بنائی نعت سرور — صدائے تحسین کی آئی آسمان سے

سجاد - جناب سجاد حسین صاحب نقوی الحسنی تلمیذ حضرت داغ

نہ پوچھو یہ دھواں آیا کہاں سے — جگر پھنکنے لگا سوز نہان سے
جو سچی بات کا بھی دل میں شک لائے — سمجھئے کیا وہ سمجھے اس بدگمان سے
نصیحت ناصحا رہنے دے ورنہ — نکل جائیگا کچھ میری زبان سے
اجازت ہو تو میں دربان سے پوچھوں — نئی آواز یہ آئی کہان سے
بھلا جور و ستم کب تک سہیں ہم — یہ کہدینا آپ ہی اپنی زبانسے
بڑی عیار ہے زلف چلیپا — دل عشاق لا کیوں اسنے پھانسے
چھپا میں لاکھ راز محبت — جو دل میں ہے وہ نکلے گا زبان سے
بھری محفل میں رو کر شمع بولی — سحر کو کوچ اپنا ہے یہان سے
حباب آسا ہے بحر جہان میں — رہیں ڈوبے ہم ابھر کر کیا جہانسے
جہان صیاد کا کھٹکا ہو بلبل — قفس بہتر ہے ایسے آشیان سے
کہوں کیا تجھکو تڑپا را ایسا — نہ نکلا حرف مطلب تک زبان سے
ہمارے قتل پر اللہ اکبر — کمر باندھی فلک نے کہکشان سے
بڑا ہی فیض پہنچا تمکو سجاد — فصیح الملک استاد جہانسے

سخی - جناب نواب میر خیرات علی خان بہادر

نکلوا کر ہمیں باغ جہان سے — کہان لائی ہے یہ قسمت کہانسے
نہ نکلا کام اپنا آسمان سے — بنا سودا نہ کچھ اونچی دکان سے
لبوں سے آہ یوں ہوتی ہے راہی — کہ جیسے تیر جاتا ہے کمان سے
نئے انداز سے کچھ ہو رہے ہیں — اشارے بلبلوں کے باغبان سے
ترے تیر نظر میں لطف کیا ہے — مزہ پوچھے کوئی اس نیمجان سے
جو سچ پوچھو تو ہم ملتے ہیں دونوں — گلا گلچیں کا ناحق باغبان سے

غضب ہے چھٹتے ہین زاغ بھی اب / چمن مین ہین عندلیب خوش بیان سے

چمن مین نغمہ سنجی کی سکھلے ابھی / نکل آئے ہین بلبل آشیان سے

جوانی چار دن کی چاندنی ہے / لگاو دل نہ صاحب میہمان سے

بیان کرنے سے کیا حاصل ہے بلبل / گلونکی بیوفائی باغبان سے

صحیح قائم رہین تا حشر آصف / دعا نکلی ہو آمین زبان سے

سرور جناب نواب محمد یحیی علیخان صاحب تلمیذ حضرت شاد

کرو نمین مدح شہ کی کس زبان سے / ثنا خارج ہے آصف کی بیان سے

عجم فرقت مرا درمان طالب ہے / کرون آنکا دوا کیا درد نہان سے

پڑا رہنے دو مین نقش قدم ہون / اٹھا دو تم نہ اپنے آستان سے

عدو ہے باغبان دشمن ہے صیاد / مین نکلون کسطرح اب آشیان سے

سرور اپنا ہوا ہے رام وہ بت / نہین کچھ خوف ہمکو پاسبان سے

سفیر جناب لفٹنٹ اشفاق حسین صاحب تلمیذ حضرت امیر مینائی

مسیحا ہے خفا مجھ ناتوان سے / اجل کو ڈھونڈ ھکر لاؤن کہان سے

ملے جو داغ بزم دوستان سے / عدم کو لیچلے سکتے یہان سے

ہوا مردود جو تیرے یہان سے / وہ ای آصف گیا دونون جہان سے

خیال زلف مین ڈوبا ہون مین آج / ملین چوٹی کے مضمون آسمان سے

نہ تو اے بیکسی اب چھوڑنا ساتھ / کہین بچھڑا ہوا ہون کاروان سے

ہوا رسوا یہان ٹکرا کے سر کو / لگی یہ آگ سنگ آستان سے

مقلد لکھنؤ والون کے ہین ہم / زبان آئی ہمین اہل زبان سے

عجب کیا چاہتا ہے پیری مین قد راست / الف مین دائرہ آیا کہان سے

تعاقب کر کے میرا تنگ رہی موت / ہین آگے آگے تھا عمر روان سے

وہ تیر انداز آیا ہے چمن مین / گرے پڑتے ہین طائر آشیان سے

ولہ

یہ ہم مین بانکپن آیا کہان سے
رہی چشمک ہمیشہ آسمان سے

مین خود کہنے کو تہا جو بات ناصح
وہ تو نے چھین لی میری زبانسے

بدن پر سر تہا جبتک درد سر تہا
سبکدوشی ہی اب بارِ گران سے

کسی نے ایکدن اُنسے جو پوچھا
خفا کیون ہو سیفر خستہ جان سے

بہت جھنجھلا کے پہلے تو یہ سنکر
کہا آہستہ پھر اُس خستہ جانسے

پرائے ہین یہ جھگڑے انسی کیا کام
ہمین بھی رنج ہوگا اس بیانسے

چلو جانے بھی دو اب سکا کیا ذکر
نہ وہ آئین نہ ہم جائین یہان سے

شاد۔ عالیجناب مہاراجہ راجایان راجہ کشن پرشاد مہاراجہ بہادر پیشکار و وزیر افواج آصفی تلمید حضرتِ آصف خلد اللہ ملکہ

عدم کو ہم گئے کون و مکان سے
جدا بلبل ہوئی ہی بوستان سے

جگر مین رہنے دے ناوکِ سنانکو
کہ رونق گھر کی ہے اس میہمان سے

کریگا مرغ جان پرواز جسدم
تو پھر کیا اُسکو مطلب آشیان سے

گل و بلبل مین کچھ گہری چھنی ہے
ہوا اُلٹی مخالف گلستان سے

مری جانِ حزین ہی کشمکش مین
کہے جاکر کوئی اُس جانستانسے

خزان جسوقت آئی بوستان مین
کہا بلبل نے رو کر باغبانسے

کہون ای باغبان مین اپنی بیتی
مرا افسانہ سن میری زبان سے

ہزارون آفتین مین نے اٹھائین
ترے پھولے پھلے اس گلستانسے

خوشی تھوڑی سی تھی اور غم تھا زیادہ
ہوا ہی تجربہ یہ امتحان سے

ملی راحت نہ یان مجھکو کسی دم
مصیبت پائی مین نے آسمان سے

یگانہ ہو گیا بیگانہ اپنا
پڑا پالا مجھے نامہربان سے

غرض اتبک جو گذری میری حالت
کہون کیا مین کہ خارج ہی بیانسے

جو ہوتا کوئی حالت سننے والا
مجھے کہنی ہی پڑتی رازدان سے

خدا حافظ نہیں اپنا کسی کا
غرض اب کچھ نہیں ہے دوستانے سے

مبارک تجھکو تیرا آب و دانہ
مجھے الفت نہیں اب آشیانے سے

تماشا تھا جو کچھ یاں ہمنے دیکھا
لیے جاتا ہوں میں حسرت زمانے سے

جدائی کا مری کرنا نہ کچھ رنج
نہیں اندیشہ مرگ ناگہاں سے

مقام آخر اسی جا اپنا ہوگا
مرا آنا ہوا اول جہاں سے

مرا احوال دل کیونکر رقم ہو
زبانی میں کہونگا رازداں سے

ترے جور و جفا کا تذکرہ اب
سنا کرتا ہوں دشمن کی زبانے سے

لگانا دل کا ہے کافر سے منظور
نہیں مطلب ہے کچھ سود و زیانے سے

ہدف ہے ابرو و مژگاں کا یہ دل
غرض کیا ہے مجھے تیر و کماں سے

خبر دنیا و ہاں کی کوئی کہہ دے
عدم کے جانیوالے کارواں سے

نہیں ہے آنے جانے میں کچھ اب روک
محبت ہوگئی ہے پاسباں سے

زمین شعر کی دیکھو بلندی
ہم اسکو لائے ہیں ہفت آسمانے سے

مرید آصف ذیجاہ ہے شاد
اسے بیعت ہے شاہی خاندانے سے

ولہ

رسول اللہ آئے ہیں جہاں سے
ہمیں ہے واقفیت اُس مکانے سے

سنگھا دو لاکے نکہت اے صبا تو
مدینہ کی مہکتے بوستاں سے

وفاداری فنا کے بعد بھی ہے
یہ بو آتی ہے میرے استخواں سے

ق
ہمیں دن نہیں معلوم کچھ بھی
کہاں جائینگے آئے ہیں کہاں سے

حقیقت سے جو ہیں آگاہ بیشک
اُنہیں ہے علم اس راز نہاں سے

یہ اُنکا قول ہے بُرہان قاطع
یہی کہتے ہیں وہ اپنی زباں سے

یہاں ہم جس مکیں کو پوچھتے ہیں
کہ اس عالم میں تو آیا کہانے سے

وہ کہتا ہے جہاں جانا ہے ہمکو
یہاں آنا ہوا اپنا وہاں سے

محمد کی اگر سنی ہو تعریف
حقیقت میں سنو حق کی زبانے سے

نہیں وابستگی دنیا سے اچھی
بیاں کر دو اعظا پیر و جواں سے

مرے ساقی مجھے تو مست کرنا
لب کوثر شراب ارغوان سے

رہیگی کون سی پھر بات باقی
خودی اُٹھ جائیگی جب درمیان سے

تری مژگان کا ہی مجھکو تصور
محبت ہوگئی نوک سنان سے

بہت اسنے دکھایا ہی مرا دل
عداوت اسلئے ہی آسمان سے

یہی کہتا ہی جذب عشق ہر وقت
مدینہ کو چلو ہندوستان سے

کسی سے ٹل نہین سکتی مشیت
پھرا کب تیر برجستہ کمان سے

ہم ہین شہنشاہ دو عالم
کہین برتر ہے پیش جاودان سے

گلستان کی کلی شرما گئی ہے
ہوئی روکش جب اس غنچہ دہان سے

ہوا معلوم احمدؐ کا لقب ہے
شب معراج ہی کی داستان سے

پڑا ہی کیا کیسا وقت مشکل
سبب مجھے اپنے معین و مہربان سے

قفس مین پھنس گیا ہستی کے آکر
ق یہ مرغ جان عدم کے آشیان سے

جدائی کا نہ کیون اسکو قلق ہو
کہ چھوٹا اپنے وہ پہلے مکان سے

خودی کھو کر خدا کو ہمنے پایا
حجاب اپنا اُٹھایا درمیان سے

زیارت کے لئے حاضر ہوا ہون
کہو طیبہ کے جاکر پاسبان سے

گناہون سے رہا کرتا ہون نادم
یہ ظاہر ہے مرے اشک روان سے

مرے مولا مرے آقا ہین واقف
مرے دکھ سے مرے درد نہان سے

خبیث زاہد مجھے کہتے ہین مشرک
اُنھین کیا آگہی راز نہان سے

مجازی سے حقیقت پائیگا شاد
پہونچتے بام پر ہین نردبان سے

شاہی جناب مرزا محمد مجاہد الدین صاحب تلمیذ حضرت داغ

یہان بیٹھے ہو کیون بیفکر اُنسے
جہان مین آئے ہو شاہی جہان سے

محبت سیکھی پڑلی تھی بیان سے
ہوئی ہین قتل ہم اپنی زبان سے

عیان ہی صاف آئے ہو جو آن کے
نگہ سی چال ہے طرز بیان سے

نکالی چھیڑ لیون اُس بدگمان سے
ملا کر آنکھ ہم دشمن سے کہانسے

نہ کھینچو چارہ سازو دل سے پیکان
یہ گھر آباد ہی اس میہمان سے

یہ پھل پایا تمہاری دوستی کا
عداوت ہو گئی ساری جہان سے

ہم اپنے نقش سجدہ بنکے مٹتے
نہ اٹھتے اسکے سنگ آستان سے

کہون کیا طاقت گویائی انکی
دبا لیتے ہین ہر اک کو زبان سے

فقط فیض سخن باقی ہے شاہی
نہین کیا دولت ہندوستان سے

شکور

یہی سنتے ہین ہم تو ہر زبان سے
تمنا آصف کی خارج ہے بیان سے

مرے دلکو تمہاری سب خبر ہے
بتاؤ ن آرہے ہو تم کہان سے

خضر بھی ڈھونڈھتے پھرتے ہین کیسو
کوئی گم ہو گیا ہے کاروان سے

وہ سب کچھ جانتے ہین میرا مطلب
سنون کیون گالیان کہکر زبان سے

موذن بھی عدو نکلا شب وصل
اذان دی پیشتر وقت اذان سے

تمہاری سست جوڑا کھل رہا ہے
بلائین آرہی ہین آسمان سے

بھگو دیگا اک قطرہ مین زاہد
ذرا سی مانگ لون پیر مغان سے

گرینگی کچھ یارب میری آہین
پلٹ کر آرہی ہین آسمان سے

نکلنے کی نہین جستجو دی مین
وہ نکلین راز کی باتین زبان سے

ہجوم رنج و غم سے مر کے چھوٹا
الگ منزل پہ پہونچا کاروان سے

یہ مانا وصل ہوگا اک نہ اک روز
مین عمر جاودان لاؤن کہان سے

یہان سے اسطرح جاتا ہے قاصد
کہ جیسے تیر چھٹتا ہے کمان سے

تجھے تسکین و دن کسوقت اے دل
کہ فرصت ہی نہین آہ و فغان سے

نکل آئیگا مطلب بیٹھے بیٹھے
شکور اٹھو نہ اسکے آستان سے

شوق جناب رائے ٹھاکر پرشاد صاحب

یہ کیون اٹھکیلیون پر ہے صبا تو
پیام وصل لائی ہے کہان سے

فضیحت محفل رندان مین واعظ
بھلا کیا فائدہ اس داستان سے

کہین سر تن سے اترے جلد واعظ
سبکدوشی ہو اس بار گران سے

مرے یہ جرم اور اُنکے یہ الطاف
ثنا آصف کی خارج ہے بیان سے

اُٹھا پھر ولولہ دل مین جنون کا
چلے پھر جانب صحرا مکان سے

تری اس تیغ ابرو کے ستمگر
کھنچین گے آپ جوہر امتحان سے

رہے آباد میخانہ خدایا
غرض کیا ہے ہمین کون و مکان سے

وصال یار کی لذت ہو حاصل
حیا اُٹھے جو ظالم درمیان سے

رہین شاد وطن یارب سلامت
سخن کی قدر ہے اس قدردان سے

مرے مولا بلا لو جب مجھکو
مدینہ مین بلا اب ہندوستان سے

وہ سنکر شوق کے اشعار بولے
تجھے یہ ملگئی دولت کہان سے

شوق جناب محمد مراد علی صاحب تلمیذ حضرت امیر لکھنوی

قیامت فتنہ گر سے تپان سے
چھپایا منہ کو مہتی نے جہان سے

ملی دولت بخت خفتہ کو ہمارے
اڑی جو نیند چشم پاسبان سے

گرے لخت جگر اشکون کے ہمراہ
لہو ہو ہو کے چشم خونفشان سے

ہوئی منت کش عالم نہ ہمت
سبکدوشی رہی بار گران سے

لگا دی ہین چمن مین دام صیاد
نکالون پانون کیونکر آشیان سے

چمن مین آشیان رہنے نہ پایا
گری بجلی بچا گھر باغبان سے

تن مردہ مین آئی پھر ابھی جان
کہو کچھ لب معجز بیان سے

ہوا دشمن شب وصلت موذن
چھری دلپر چلی بانگ اذان سے

تری الفت کا تھا عالم نرالا
الگ رکھین ہمین دونون جہان سے

صولت جناب حافظ محمد عبد العزیز صاحب تلمیذ حضرت محفوظ

نہ دشمن سے نہ یاری پاسبان سے
اُسے لاؤن تو مین لاؤن کہان سے

غلط ہی قاصد آیا ہو وہان سے
جواب خط اور ایسے بدگمان سے

مزہ کیا دو گیا غفلت کسی کا
نہ کہنا تھا کہا وہ سب زبان سے

ضمیر جناب محمد اکبر علیخانصاحب تلمیذ حضرت برق

خوشی میری کبھی سنتے زبان سے
تمنا وصف کی خارج ہے بیان سے

نہ لاکھا ہی بہ تشنی کی دہری سے
مری جان لیکے آئے ہو کہاں سے

یہ شرمائی ہوئی چتون تمہاری
کہے دیتی ہے آئے ہو کہاں سے

نکو پنہان جفا اسمین بھی کوئی
نظر آتے ہیں وہ کچھ مہربان سے

چلے جاتے ہین وصلے شوق واران
چھٹا جاتا ہے یوسف کاروان سے

ضمیر ناتوان کی کچھ خبر ہے
خبر لو ورنہ جاتا ہے جہان سے

ضو جناب سید محمد باقر صاحب تلمیذ حضرت [illegible]

ستم دشمن پہ خوش ہوتے ہو حاصل
تمہارا سہ میں دل لاؤن کہان سے

پھر اب اظہار مطلب ہو تو کیونکر
دو کہہ آئے ہین میری داستان سے

گئے تھے سوچکر ہم دل مین کیا کیا
نہ نکلا انکے آگے کچھ زبان سے

مری میت بھی اس کوچہ سے نکلی
نہ وہ نکلے مگر اپنے مکان سے

مین اظہار تمنا کر رہا ہون
کہو تم بھی تو کچھ اپنی زبان سے

جھکا رہنا ہی اچھا ہے نظر کا
کہ اٹھکر پھر نہ جائے آسمان سے

برا کس منہ سے اب دیکھو کہین ہم
کہ ہمکو ہے چپ اچھا زبان سے

وہ دیوانہ سمجھ کر مسکراتے ہین
مین شکوہ کر رہا ہون آسمان سے

نشانہ بن گیا تیرون کا اے ضو
لگایا دل جو اس ابرو کمان سے

صیغم جناب محمد عبداللہ خان صاحب

ذرا فرصت نہین آہ و فغان سے
غضب مین جان ہے دردِ نہان سے

زبان زد ہے زمین تک آسمان سے
تمنا وصف کی خارج ہے بیان سے

بہا حسن پر نازان ہے جو گل
وہی پامال ہین دستِ خزان سے

عدو ہوتا ہی آکر قتل یا میت
تمہین کھل جائیگا سب امتحان سے

سمجھے جور بتان دم تک نہ مارے
مین ایسا سخت دل لاؤن کہان سے

مری آہ رسا کو سمجھے کیا ہو
کریگی یہ تو باتین آسمان سے

بنا دامن مرا اک تختۂ گل ٭ گرے آنسو جو چشم خون چکان سے
خضر بھی ایڑیان رگڑتے ہین ابد تک ہین ور گذرا حیات جاودان سے
نمود خط عارض سے یہ سمجھے بہار حسن لٹتی ہے خزان سے
زبانہ انکو بند کرتے ہین وہ چوٹین ق الجھتے ہین فصیحان جہان سے
فصاحت سے جنہین مس بھی نہین ہے جو واقف بھی نہین لطف زبان سے
عیان ہوتا بھی دل نے کب عشق ہوا یہ راز افشا راز دان سے
کہا مانو نہ اتنا دل جلا تو نکل جائے نہ کچھ بلکر زبان سے
لگاوٹ گا دل نالان کو اگر روز سمجھ لو نگا کسی دن آسمان سے
نہین روکے تو روکے غیر کو بھی تم اتنا کہدو اپنے پاسبان سے
مٹے ہین راہ مین اسکی جو شفیق انہین کیا کام ہے نام و نشان سے

ظہور

بلائین اور اترین آسمان سے جو لفظ الامان نکلا زبان سے
عزا بر احمد مرسل ہے ثابت اسیر زمین اٹھی ہے سا تون آسمان سے
فراق یار مین ہوتی ہے تسکین جگر کو آہ سے لب کو فغان سے
انہون نے آئینہ جسوقت دیکھا کہا صلی علی اپنی زبان سے
وہ سنکر کہتے ہین مجنون کا قصہ ہم ایسا آدمی لائین کہان سے
مین کیا جانون کہ تم شبکو کہان تھے خبر پائی تمہارے راز دان سے
محبت کی قسم کسطرح ٹوٹے نہ ٹوٹی جائیگی مجھ ناتوان سے
وہین سے ختم کر دیتے ہین وہ بات ہمارا حال سنتے ہین جہان سے
ظہور ایسی غزل کیونکر نہ چمکے ملا ہے فیض استاد جہان سے

ظہیر جناب ظہیر الدین احمد صاحب تلمید حضرت امیر مینائی

اشارے ہین کہ اٹھ جائے جہان سے بدلتا ہے وہ آنکھین ہچکیان سے
ہما کیون لیجا کوئے بتان سے بھلا کیا ہوگا مشت استخوان سے

سوال وصل کرتا ہوں جو اُسسے
اُنکی ہاں نکلی نہ نہ زبان سے

سمجھکر شاکی دنیا سے گرا غش
نہ ٹل جائے زمین بھی آسمان سے

نہ ہون کیونکسا بدن تو دنیا پہ بھاری
نہین اچھی فرنگیان ایسی بان سے

سبب شہ خرابت مین دنیا کون ملی
یہ نکلا کام گردون کاروان سے

نظر دشمن کی دل کو کھینچتی ہے
جدا ہوجائے یہ آتا ہی کمان سے

بڑھے اقبال ذوالفر شاہ آصف
دعا ہی خالق کون و مکان سے ق

سخاوت مین فزون حاتم سے ہین آپ
سوا ہین عدل مین نوشیروان سے

سلامت تا صدہا سال آصف
رہین افضال رب دو جہان سے

دعا دو شاہ کو تم دل سے فاضل
کہین آمین فرشتے آسمان سے

فرحت ـ جناب بالا پرشاد صاحب تلمیذ حضرت مہدی

سنا مین نے یہ قاتل کی زبان سے
تجھے پالا پڑا ہے سخت جان سے

سوال وصل پہ ہان یا نہین کچھ
ذرا ارشاد تو کیجے زبان سے

شکایت اسنے کی ظلم و ستم کی
گلہ مجکو نہین ہے آسمان سے

تمہارے حسن کو ہرگز نہ پوچھے
اُتر آئے اگر حور آسمان سے

مرا حال شب غم سنکے بولے
کہ باز آئے ہم ایسی داستان سے

تری تیغ نگہ عاشق پہ پڑ جائے
تو پانی بھی نہ مانگین وہ زبان سے

بہار آنیکو ہے گلشن مین صیاد
چھڑا مجکو نہ میرے آشیان سے

اُسکے آشیانے پر نظر ہے
بتنگ آئی ہے بلبل آشیان سے

کوئی جا کرکے اُس بیخبر سے
کہ فرحت آج جاتا ہے جہان سے

فروغ ـ جناب سید محمد امیر حسن صاحب

ڈری اُنکی بلا میری فغان سے
اُڑی نیند اور چشم پاسبان سے

چلے جب وہ ہمارے گھر وہان سے
بڑھی دل کی تڑپ سینے میان سے

نہین کوچہ مین اُنکے خاک اُڑتی
زمین گرتی ہے پائین آسمان سے

چمن پہ سے ہی اٹھتی ہے گھٹا بھی
یہ سب ہی پیدا انہیں لاؤں کہاں سے

مقدر کو میں اپنے رو رہا ہوں
گلا تم سے نہ شکوہ آسمان سے

ترے کوچہ میں یوں کٹتی ہیں راتیں
لڑی رہتی ہیں آنکھیں پاسبان سے

ہجوم غم میں کیا اُنکو دعا دوں
کہ نکلے گی گلا بنکر زبان سے

شکایت میں مری کچھ تو مزا ہے
کہ سنتے ہیں وہ دشمن کی زبان سے

بہت بنتے ہو نازک یہ تو سمجھو
نہ ہو جاؤ کہیں مجھ ناتوان سے

فروغ اچھی نہیں اُنکی محبت
بُرے ہوتے ہو کیوں سارے جہان سے

نعیم

بلند اتنا مکان ہے لامکان سے
زمین کرتی ہے باتیں آسمان سے

دلِ پُر داغ کی کیا پوچھتے ہو
چمن محفوظ ہے اپنا خزان سے

طریقِ شوق میں بانگِ جرس ہوں
چلا جاتا ہوں آگے کاروان سے

بچا ہے آشیان بجلی سے اپنا
مگر بچتا نہیں اب باغبان سے

نکلتا اتنا زبان سے حرف مطلب
کہ وہ کچھ پا گئے طرزِ بیان سے

عجب تھی صلح و جنگ اُنسے شبِ وصل
زبان مل کے لڑتی تھی زبان سے

اُنھیں سے ہی ہمیں امید درمان
وہی واقف ہیں کچھ دردِ نہان سے

یہ وحشت ہے کہ اپنے گھر میں بھی ہم
نظر آنے لگے ہیں میہمان سے

نعیم اک قہر ہے رشکِ سخن بھی
زمانہ بنگیا دشمن زبان سے

قاضی - جناب شاہ احمد علیصاحب صدیقی القادری

سُنا ہے یہ سلیمانِ زمان سے
ثنا آصف کی خارج ہے بیان سے

تری فرقت میں ہم روٹھے ہیں جان سے
اگر جاتی ہے تو مطلب ہے جہان سے

کہے کوئی یہ اُس ابرو کمان سے
قرین ہے تو عجب ہے تیرِ زمان سے

وہ رخ کو آئینہ سمجھے ہیں اپنے
یہ بات آئینہ کو طرزِ زبان سے

سُنا ہوں سب لفظ اُنسے میں کیا کیا
اٹھا ذکر کمر جب درمیان سے

ہمارا جسم بل بے جذبۂ یار — ہی آگے دو قدم روحِ رواں سے
کہیں پیر گدا قاضی ہو سنگمہ — کسیدن شاہ آصف نوجوان سے

قادر جناب قادر حسین صاحب تلمیذ حضرت داغ دہلوی

ندائیں آرہی ہیں آسمان سے — بچا اللہ قادر کی زبان سے
وہ خود ہی لیچلا محفل میں اُسکی — چلے ہم چال ایسی پاسبان سے
کریگا وصل کا وعدہ نہ جبتک — نہ اُٹھونگا میں تیرے آستان سے
گلے لپٹا لیا یہ کہکے اُسکو — نہیں ہے کام ہی مجکو نہ ہان سے
لبِ دریا ہیں مشتاق لاکھون — ذرا باہر تو نکلو تم مکان سے
اُنہیں ہم دیکھے یون لایا ہیں گھر تک — ذرا گھر دو قدم پر ہے یہان سے
گذر ہو محفلِ جانان میں میرا — کہان لائی مری قسمت کہان سے
چھپایا تھا جو دلمیں راز الفت — ہوا ظاہر وہ چشم خونفشان سے
پریشان مضطرب پژمردہ خاطر — خدا جانے وہ آئے ہین کہان سے
ہزارون حسرتین نکلیں گی میری — دمِ وعدہ تمہاری ایک ہان سے
میان قادر نہ گھبراؤ کہ امید — بر آئیگی عزیز الدین خان سے

قیام جناب خواجہ قیام الدین صاحب تلمیذ حضرت عصر

ہوئی ہین مبتلا جب سے تمہارے — پڑا ہی کام بس آہ و فغان سے
پیئے بیٹھے ہین ہم جامِ حقیقت — تمنا کیا کرین پیر مغان سے
کسیکے ہجر مین مرجاؤ اے خضر — مزا کیا تمکو عمر جاودان سے
عجب کیا ہی گرے بجلی پہ بجلی — ہمارے نالۂ آتش فشان سے
تڑپنا لوٹنا اپنے کو کھونا — کوئی سیکھے قیام حیران جان سے

کوثر جناب میر کوثر علی صاحب تلمیذ حضرت مہدی

کیا مجکو جدا اُس جانِ جان سے — شکایت ہی مجھے اس آسمان سے

ملی کیا کیا ہمارے خون کی لذت / کوئی پوچھے تو خنجر کی زبان سے

وہ قصے غیر کے سنتے ہین دن رات / انہین نفرت ہے میری داستان سے

دکھا کر نقش پا اپنا وہ بولے / قیامت اٹھنے والی ہے یہان سے

شب فرقت ہے یا کالی بلا ہے / ہوئی نازل خدا جانے کہان سے

کہون کیا انتظار شام وعدہ / نگاہین لڑ رہی ہین آسمان سے

ملی لذت ہمین اردو زبان کی ÷ / کلام کوثر شیرین بیان سے

کیوان ابوالمظفر جناب محمد وزیر حسین صاحب تلمیذ حضرت شمس

ادا ہو کسطرح میری زبان سے / ثنا آصف کی خارج ہے بیان سے

جو چمکا آفتاب عدل اسکا / ستم کا منہ ہوا کالا جہان سے

بڑہا دون تو قباحت اسمین کیا ہے / دکن کو مین اگر ہندوستان سے

عدالت شاہ آصف کی بڑی ہے / مجھے کیا کام ہے نوشیروان سے

خدایا لطف سے کر اپنے مسرور / مرے شہ کو حیات جاودان سے

محفوظ ابوالمکارم جناب حافظ شیخ محی الدین احمد صاحب

اثر مانوس ہے میری فغان سے / سنبھل جائے کہو اب آسمان سے

کہیگا جاکے قاصد کیا زبان سے / زبان کاٹینگے وہ پہلے بیان سے

تعلق بڑہ چلا اس بدگمان سے / حجاب اٹھتا چلا ہے درمیان سے

ہوا یہ فائدہ عشق بتان سے / گئے محفوظ ہم دونون جہان سے

فلک گردش مین ہے آہون سے میری / زمین جنبش مین ہے میری فغان سے

تری تصویر کی اللہ رے شوخی / وہ کچھ کہنے کو ہے گویا زبان سے

بنی بیٹھے ہین وہ بت وصل کی شب / خفا ہین کچھ نہین کہتے زبان سے

اشارون ہی سے کرلو مجھسے وعدہ / حیا آتی ہے گر کہتے زبان سے

نہ آؤ بھیجدو تصویر اپنی ÷ / کہ بہلائینگے دل اس بیزبان سے

اسی در پر گرا مین کھا کے ٹھوکر / چلا تھا بچکے چشم پاسبان سے

کہا کچھ نے کو اس سے میں نے کیا کیا | نہ نکلا حرفِ مطلب ہی زبان سے
برا ہی حال گو جان بر ہوں میں | مگر تم کیون کہو اپنی زبان سے
نہ ہوتا اور کچھ اتنا تو ہوتا | کہ ہوتا حشر ہی میری فغان سے
ہوئی جو خون دل ہی تھا دلمین حسرت | ٹپکتی ہے وہ چشمِ خونفشان سے
نہ نکلے وہ جیو تا کہنے سے مجھ پر | سنا جو کان سے کہا زبان سے
چھپی جو تیری سکی باتین دلمین حسرت | لیا ہی کام نشتر کا زبان سے
تلمذ ہی مجھے نواب صاحب سے | فصیح الملک استادِ جہان سے

مسرور جناب بیکراج جیو تلمیذ حضرت سخی

حیاتِ نوح دو آصف کو یا رب | رہے قائم یہ شہ امن و امان سے
دکن میں ہی سخن کا گرم بازار | ہی عزت اہل فن کی قدردان سے
خدا جانے دل آصف میں کیا ہی | کوئی واقف ہی کب رازِ نہان سے
الٰہی رکھیو اس آصف کو شادان | کرو رَن لیتے ہیں اس حکمران سے
وہی ہوتا ہی جو اسکو ہے منظور | شکایت کیا کرین ہم آسمان سے
رسائی آہ مین ایسی ہوئی ہے | گذر جاتی ہی اب تو آسمان سے
اثر پیدا کیا نالوں نے بارے | وہ دل تھامے ہوئے نکلے مکان سے
گرہ پڑتی رہے ہر سال مسرور | قیامت تک دعا ہی یہ زبان سے

نادان جناب محمد امراؤ مرزا صاحب تلمیذ حضرت داغ

شکایت تھی کسی نامہربان سے | وہ آیا جب نہ کچھ نکلا زبان سے
لہو جاری ہی چشمِ خونفشان سے | کلیجا پک گیا ضبطِ فغان سے
نہ نکلے کام وہ تیری زبان سے | نہیں سے موت بہتر کی لیست ہا نسے
نگہ سے ہی نہیں ہان ہم زبان سے | یہ ٹھینگے ہتکنڈے سیکھے کہان سے
وہ کہدیتے ہیں جو مرتا ہے اُن پر | خفا ہو کے گئے کیا حور جنان سے
تری سنتے ہیں کب اب رند واعظ | یہ بیعت کرچکے پیرِ مغان سے

محبت میں بڑے رخنے پڑے ہیں
تمہاری وہم سے میری گمان سے

سبجھے کیونکہ ہیں مجبور دونوں
ہم اپنے دل سے تم اپنی زبان سے

عدو کی بات تم سنتے نہ پاتے
تمہارے کان بھر دونگا فغان سے

شب معراج تھا دیدار کا لطف
کہ پردا اُٹھگیا تھا درمیان سے

یہ جذب حسن انسان ہے کہ واعظ
اُتر آئے فرشتے آسمان سے

خبر کیا تھی مجھے میری جوانی
سبک وہی سوا عمر رواں سے

وفا ہو یا جفا تجھ پر کریں وہ
بچا یارب نصیب دشمنان سے

مصور کھینچ لے پوری جو شوخی
تری تصویر بول اُٹھے زبان سے

عدم کو سب چلے آچک اجل تو
بچھڑکر رہ نہ جاؤں کاروان سے

دعاگو ابتو آصفجاہ کا ہون
کہ ہجرت کرچکا ہندوستان سے

گرا تیری نظر سے دل نے سے اترا
گیا ناداں اب دونوں جہان سے

نادر جناب محمد عبد الرحیم خان صاحب

اُٹھاتا ہے ستمگر کو جہان سے
پڑا ہی کچھ ہم آگر آسمان سے

مٹا سکتے لکھا قسمت کا اپنی
جبین رگڑیں سنگ تیرے آستان سے

تمہارے ساتھ اور اغیار کیا خوب
یہ چھپا لا ئنگا لاکے کمان سے

اُسے تیرا نہ سے فرصت نہیں ہے
بھلا تا در کب آتا ہی وہان سے

ناصر تخلص نواب جان نثار یار جنگ بہادر

اُجاڑا فصل گل میں ہائے صیاد
عداوت ایسی میرے آشیان سے

نظر نعلین سے چھپکر کعبہ آئی
گیا کعبہ کو میں ہندوستان سے

مری آنکھوں نے دیکھی اُنکی صورت
صفت اُنکی سنو میری زبان سے

مجھے ہے عشق جسکا وہ پری رو
نرالا ہے حسینان جہان سے

مری نالے شب فرقت میں ناصر
کیا کرتے ہیں باتیں آسمان سے

وارث جناب محمد عبد الوارث خان صاحب

شب غم ہی یہ شکوہ آسمان سے
نہ کاٹی رات تیغ کہکشان سے

مرا دل بجگیا آہ و فغان سے
کلی مرجھا گئی باد خزان سے

ترا دل سوختہ کیا کہہ سکے حال
زبان شمع عاجز ہی بیان سے

ہمین معلوم ہے دل کی حقیقت
سنی ہے ہمنے خنجر کی زبان سے

ہمارے خواب مین آہی گئے وہ
حفاظت ہوسکی کیا پاسبان سے

خدا ہی آتش گل سے بچائے
کہ ہی نزدیک میرے آشیان سے

جو کرنی تھی وہ کی تدبیر اے دل
دعا مین ہم اثر لائین کہان سے

مرا قاصد بھی چالین سیکھہ آیا
نگہہ سے آنکھہ سے اُسکی زبان سے

وہ بت بنے سے رسوا ہو رہے ہین
خموشی ٹپتی جاتی ہے بیان سے

ترا پامال ہون کیون سر اٹھائے
مری ہستی کا زینہ آسمان سے

مٹا ہی نقش پا شاید کسیکا
اُٹھا ہی فتنہ گرد کاروان سے

ہزارون حسرتین ہین دل کے ہمراہ
کہین چھٹتا ہی یوسف کاروان سے

نہ مجھسے ہوسکی تعریف دشمن
جو دل مین تھا وہی نکلا زبان سے

جو نکلی تھی گنہ کے ہو گئی نذر
وہان کیا خاک لیجاؤن یہان سے

رہو گے بت پرستی مین کہان تک
چلو وارثؔ اٹھو کوی بتان سے

واصفی جناب عبید الصمد صاحب تلمیذ حضرت داغ دہلوی

کہان جای تری حسرت یہان سے
مکان بہتر نہین دل کے مکان سے

تمنا کھل گئی دل کی بیان سے
ہوے شرمندہ ہم اپنی زبان سے

جلا ہون اسقدر سوز نہان سے
کہ اُف بھی کر نہین سکتا زبان سے

تماشہ حشر کا بھی دیکھہ لین گے
اگر ہم جاگ اُٹھے خواب گران سے

برا دل کا ہو کیون اسنے تڑپکر
کیا واقف اُنہین درد نہان سے

نہ پوچھو سامنے غیرون کے حالت
نکلجائے نہ کچھہ میری زبان سے

دل افسردہ نے کیا داغ کہاے
بہار اس باغ مین آئی خزان سے

شب فرقت نکلجائے تڑپکر
یہ ہو کسطرح جان ناتوان سے

جہان سے مین ہی اُٹھ جاؤن شبِ وصل
نہین اُٹھتا جو پردہ درمیان سے

الٰہی خانۂ دل سے گیا کون
نہین جاتی اُداسی درمیان سے

سخن مین واصفی یہ فیض ہمکو
مِلا ہے بلبلِ ہندوستان سے

وزیر عالیجناب نواب آصف یاور الملک بہادر

ادا ہو کسطرح کام و زبان سے
ثنا آصف کی خارج ہے بیان سے

بجا شکوہ ہے اپنا آسمان سے
ملایا اک مہِ نامہربان سے

غرض ہے ایک شہ کے آستانے
کوئی مطلب نہ مقصد دو جہان سے

پھرا سر جسکا شہ کے آستان سے
زمین پر گر گیا وہ آسمان سے

حصولِ بیخودی کر نقدِ جان سے
نکلجا خود فروشی کی دکان سے

ہوا واقف نشانِ بے نشان سے
ملی ہے دلکی سرحد لامکان سے

عجب حیرت ہے اس رازِ نہان سے
کدھر جائینگے آئے ہین کہان سے

کہانی غیر کی سنتے وہی ہین
رہے غافل جو اپنی داستان سے

بنا خطرہ ہی یکِ شعر گوئی
غرض کیا اہلِ زمین کو آسمان سے

کمر کے عشق کا رستہ ہے باریک
قدم اپنا اُٹھالو درمیان سے

کسی زہرہ جبین سے کہین اشارے
ستارے گر رہے ہین آسمان سے

کرے چون و چرا کیا منہ کسیکا
دہن کا راز خارج ہے بیان سے

رخِ روشن جو دیکھا دل ہوا چاک
کہان مہ کا تحمل ہو کتان سے

ہمارے خون کا بیڑا اُٹھانا
ہوا ثابت تمہارے رنگِ پان سے

اگر گوہر ہوا اشہوار تو کیا
صفا دانتونکی لائیگا کہان سے

فقط کیا نر و مردون کو جلا دین
مسیحا ہین تری جو سر کے پانسے

وزیر اوصاف محبوبِ دکن کا
صلہ ملجائے شاہِ قدردان سے

ہرمز جناب شیخ محمد ابن عبداللہ صاحب تلمیذ حضرت فیض

گئی بادِ خزان باغِ جہان سے
بہارِ تازہ آئی ہے جنان سے

درختون کو تمامی خلعت سبز
ملا ہے دیا کس کون و مکان سے

بچھایا ہے زمین پر کون لا کر
یہ فرش مخملی بارش جنان سے

قبائے زردی گیندے کے تن پر
نہیں رنگت میں کم یہ زعفران سے

کہیں نرگس اشارہ کر رہی ہے
چمن میں چپکے چپکے چشم گلرخان سے

گل مقصد کھلے گا آج سب کا
کہا غنچون نے یون اپنی زبان سے

عنادل کر رہے ہیں ہر طرف سیر
نکل کر اپنے اپنے آشیان سے

بنا ہو رشک گلشن حیدر آباد
ہر اک کوچہ ہے بڑھکر بوستان سے

خدا کی شان زاہد کے مکاں کو
چلی ہے دخت رز اٹھکر دکان سے

یہ ساماں دیکھکر حیران ہوا میں
ندا آئی یکایک آسمان سے

شہ آصف کی یہ سالگرہ ہے
کہ جسکا وصف خارج ہی بیان سے

کرم میں رحم میں جود و عطا میں
ثنا سن لیجیے ہر پیر و جوان سے

سخاوت اور عدالت تیری شاہا
فزون ہے حاتم و نوشیروان سے

اگر فغفور و قیصر بھول کر آئیں
نہ سر سرکا سکیں تیرے آستان سے

کسی جا پھر نہ ہو کچھ اسکی عزت
اٹھایا سر جو تیرے آستان سے

تجھے خالق کرے دنیا میں سیراب
خضر کی طرح عمر جاودان سے

دعا ہر فرد کی ہر دم ہے الٰہی
رہیں آصف مرے امن و امان سے

یوسف ۔ جناب محمد واحد علی خان صاحب

مری آواز بھی سوز نہان سے
نکلتی ہے دھوان بنکر زبان سے

مجھے دیکھا تو فرمایا زبان سے
کہاں رہتے ہو آئے ہو کہاں سے

وجود و بود کا یا رب برا ہو
کہاں پھینکا مجھے لا کر کہاں سے

خدا بھی مان لیگا کیا تمھاری
تو آئے ہو تم ایسے کہاں سے

ہنسی سمجھے ہو اسکو پوچھ لینا
فرشتے نالونکی وقعت آسمان سے

ستم اسکا فشار اسکا غضب ہے
زمین بھی کم نہیں ہے آسمان سے

مسیحا خاک آتے ہجر کی شب
اجل بھی تو نہ اتری آسمان سے

ادھر لب تک جو پہونچی بات سچ ہے | ادھر ٹالی گئی تیغ زبان سے
خدایا میں کروں فریاد کیونکر | نکلتا اور ہی کچھ ہے زبان سے
بتو شیوہ ہے تم کو بے زبانی | یہ کیسی گالیاں نکلیں زبان سے
وہ باتوں ہی کی لذت پاتے ہیں کچھ لوگ | سناں کا کام لیتے ہیں زبان سے
خدا کی مصلحت اس میں کبھی ہو گی | جو بہت باتیں نہیں کرتے زبان سے
سوال وصل پہ خاموش کیوں ہو | اجی کچھ تو کہو اپنی زبان سے
[illegible] | مجھے پھر کوستے ہو اس زبان سے
[illegible] داغ دل ہیں | لئے جاتا ہوں گل باغ جہان سے
[illegible] وہ بھی تنگ آئے | مرے نالے سے شیون سے فغان سے
[illegible] آتا بہت دون | لہو ٹپکا کئے چشم خونفشان سے

اشعار جناب سید میر حسن علی خان صاحب

اُڑا ہے رنگ گل باد خزان سے | نہ نکلے کوئی بلبل آشیان سے
وہ بگڑے ہیں بگڑ کر باغبان سے | یہ فریادی چلا آیا کہان سے
وہ بگڑے سر سے عرض مدعا پر | نہیں معلوم کیا نکلا زبان سے
ثبات اس باغ دنیا کو نہیں ہے | صدا آتی ہے ہر برگ خزان سے
دہن کا حال سب سے پوچھتے ہیں | ہوا ہے شوق انکو بستان سے
اُسکی یاد میں سکیں وہ دل | یہی اک کام لیتا ہوں زبان سے
ہزاروں ٹھوکریں اُٹھ لگائیں | نہ اُٹھا سر ہمارا آستان سے
تصور ہے کسی خورشید رو کا | لگی رہتی ہیں آنکھیں آسمان سے
کہان [illegible] جو پوچھا تو بولے | خدا محفوظ رکھے بدگمان سے
رُلاتی ہے کسی کی یاد عارض | لہو جاری ہے چشم خونفشان سے
نہ آتے ہیں نہ آئینگے [illegible] | خرابا تی خرابات مغان سے
نہ آیا یار تو وہ بھی نہ آئی | قضا بھی ہے خفا ہم ناتوان سے
امیر اسکے ہو تم دندان پہ مائل | کرو باتیں زبانِ دُرفشان سے

+ یہ غزل دیر میں پہونچی —

جرم ها کردم و امید عنایت دارم
کہ معافات ز اخلاق کریمان آمد

پنجہ در پنجۂ عشق است ضعیفان ترا
آنچنین کار نہ از سام و نریمان آمد

در شب غربت من آخر گرہ کار کشود
زانکہ سیر گو من آن شوخ پشیمان آمد

مرد او از غیب برون آمد و کاری بکند
بہر امداد من آن آصف دوران آمد

روز محشر کہ من از گنج شہیدان خیزم
در جنان شور کند شور کہ عثمان آمد

شوق جناب غلام محمد صاحب عرب

نغمہ زن مرغ چمن سوی گلستان آمد
ساقیا خیز کنون فصل بہاران آمد

مژدہ مژدہ جان بخش صدای بلبل
غنچہ بشگفت مراد دل مستان آمد

مے بدہ بہر خدا ساقی ما زود کہ ابر
قطرہ افشان ز سوے کوہ و بیابان آمد

محتسب بے خبر از خویش بافراط شادی
با دف و چنگ سر محفل رندان آمد

بوالعجب حالت شیخ است تماشا کردن
جام مے بر کف و با لغزش مستان آمد

روی تابندۂ نواب شہ خوبی و کمال
رونق و روشنی شمع شبستان آمد

پیش ہر دل بجہان گرچہ گرامی جانست
الحمد انام تو محبوب دل و جان آمد

زانکہ او حامی دین حامی شاہ خجستہ
الفت شاہ دکن و اہل ایمان آمد

جنبش ہر مژہ شوخ نگاہان کرم
سوزن بخیہ گر چاک گریبان آمد

بہر نظارۂ این جشن ز بالای فلک
مشتری با شمس و قمر زہرہ و کیوان آمد

بسکہ آراستہ شد کوچہ و بازار امروز
رشک فردوس ہر یک گوشۂ ایوان آمد

بہر تفریح ہمہ یاران ہمہ جا ہنگامہ یاران
نام آصف شہ کم از نقش سلیمان آمد

اندرین بزم ہر یک طرب و جوش خوشی
شادمان آمد و شاد آمد و خندان آمد

شکر للہ کہ بہر حال و بوقت ہر کار
بہر تائید شہ باشہ مردان آمد

دائما باد چنین جلسۂ این شاد طلب
شوق ہم خرم و دل شاد و غزلخوان آمد

ضیا جناب مولوی نور الضیاء الدین صاحب

فصل گل وقت مے و موسم باران آمد
تازہ عہد طرب و سیر گلستان آمد

عہدِ گل موسمِ خوشی ہے فصلِ بہار
ہر کہ آمد بجانبِ سر و سامان آمد

کس نگفت انکہ گل ہمی چہ بود جیبِ طرب
تا نہ گلبانگِ قدومِ تو بہ بستان آمد

گل بشوقِ تو دریدہ جامہ بر شام عیان
شوخ تر اینکہ سنبل ز دبستان آمد

لالہ بر خاک شد و کہ ببوسد کفِ پا
غنچہ در راہ گذار تو زر افشان آمد

سنبلِ تر کہ بسر داشت ہوای زلفت
چارہ وحشت دلہای غزالان آمد

دیدہ را فرش کند نرگسِ شہلا بہ نیاز
ہر کجا توسنِ نازِ تو بجولان آمد

ق

نسترن یاسمن و آس چو بید مجنون
بے سبب نیست کہ این جمع پریشان آمد

جذبۂ شوقِ تو از پیکرِ اینہا پیدا است
ہر گرامی نگہم [illegible] آمد

سرو چون نازد ای قدِ بالای تو را
با غم و [illegible] دست و گریبان آمد

در ہوائی تو کند زلف صبا را بہم
بید مشکے کہ بسودا زدہ و رمان آمد

پستہ بادی و بادام کند تا لی
زانکہ ہر یک بہ تماشا بہ بیابان آمد

شاخ پیچیدہ ز اثبار شدہ سرنگین
بہر پابوس تو شرمندۂ احسان آمد

سبزہ سجادہ بدوش از پی دل بر خاک
کہ سحاب کرم از جانب سبحان آمد

سوسن از صدق زبان را بہ ثنا بکشادہ
گفت ذات تو بجہان سایۂ یزدان آمد

آصف سا دی و فر سلیمان داری
زان سبب خلق ترا تابع فرمان آمد

آئینہ حقی ای شاہ بدین وجہ ترا
یک نظر جانب ہر گبر و مسلمان آمد

ہر کہ شاکر نبود شاہ ترا مومن نیست
زانکہ کفران صفت منکر قرآن آمد

عروہ بام معالیست کمند اخلاص
طاعت حب تو بال و پر ایمان آمد

ہر توقیع تو طغرای جبین اکرام
نقش منشور تو دیباچۂ احسان آمد

دست سعی تو کند سیلی چشم سرکش
فتنہ سرپایۂ تمکین تو قربان آمد

پرورِ فیضِ تو جمند مطیع و عاصی
خوش نصیب آنکہ باکرام تو شایان آمد

بعد اتمام ثنا کرد باخلاص دعا
کہ ترا لا ز سلف شعبۂ ایمان آمد

غنچہ ہا را لب اظہار بہ آئین سے بود
کہ یکے بلبل شوریدہ غزلخوان آمد

سبزہ کے غاشیہ بر دوش بہ بستان [illegible]
خضر جوشیدہ بہ سر چشمۂ حیوان آمد

توجہ والی اثر فیض قدمہای چمن
[illegible] در رفیقیست کہ در قالب بیجان آمد